خبرنامہ

ادارہ

قرآن کریم اور اُبار کے قدیم شہر کی دریافت:

جنوبی عرب میں عمان کے ایک دور دراز علاقے میں آثارِ قدیمہ کے ماہرین کی ایک ٹیم نے ایک قدیم شہر دریافت کیا ہے۔ اس دریافت کا اعلان ۵ فروری ۹۲ء کو جنوبی کیلوفورنیا کی ہنٹنگٹن لائبریری سے کیا گیا۔ جنوبی کیلوفورنیا کے دو باشندے نکولس کلیپ (NICHOLAS CLAPP) اور جارج ہیجز (GEORGE HEDGES) نے ماہرین کی اس ٹیم کی تنظیم و رہنمائی کا کام انجام دیا۔ یہ ماہرین گذشتہ دس سال سے امریکہ، انگلینڈ اور عمان کے ماہرینِ آثارِ قدیمہ اور امریکی خلائی ادارے ناسا (NASA) کے سائنس دانوں کی ایک ٹیم کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے۔ قدیم نقشوں اور خلائی مطالعہ کے ذریعہ حاصل کی ہوئی معلومات کی مدد سے آثارِ قدیمہ کے یہ ماہرین اور محققین اس قدیم شہر کو کھوج نکالنے میں کامیاب ہوگئے ہیں جو مدتوں پہلے ریت میں دب کر صفحۂ ہستی سے مٹ چکا تھا اور جس کا کوئی نام و نشان باقی نہ بچا تھا۔ اس سلسلہ میں امریکی خلائی ادارے کے ذریعہ حاصل کی ہوئی تصاویر سے مدد ملی کیونکہ ان کے ذریعے ان قدیم شاہراہوں کا تعین ممکن ہو سکا جو اس شہر کو بیرونی دنیا سے جوڑتی تھیں۔ جنوب عرب میں ایک وسیع ریگستانی سلسلہ پھیلا ہوا ہے جو الربع الخالی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سائنس دانوں نے اسی علاقے میں ریت کے نیچے دفن اس قدیم شہر کو دریافت کیا ہے۔ ان کے اندازے کے مطابق قریب پانچ ہزار سال پہلے یہ ایک خوش حال، متمدن اور آباد شہر تھا۔ اس کے باشندے زیادہ کاشت کاری کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ایک خاص قسم کا لوبان تیار کرتے تھے جو مذہبی رسوم اور مردوں کی تدفین میں استعمال ہوتی تھی۔ زمانہ قدیم میں سونے کی طرح اسے بھی بہت قیمتی سمجھا

جاتا تھا۔ اس شہر کے لوگ دوسرے ممالک کو یہ چیزیں برآمد کرتے تھے اور اس تجارت کے باعث بہت صاحب ثروت اور خوشحال تھے۔ اس زمانے میں غالباً وہاں پانی بکثرت دستیاب تھا اور یہ علاقہ آج کی طرح یکسر خشک اور بنجر نہیں تھا۔ شاید وہاں کچھ ندیاں بھی بہتی تھیں اور اس علاقہ میں چشمے اور کنوئیں بھی تھے جو بعد میں خشک ہو گئے۔ سائنس دانوں نے یہاں ایک عظیم الشان اور بڑے ستونوں والا قلعہ بھی دریافت کیا ہے جس کے ستونوں کا قطر ۰ افٹ اور طول بیس فٹ تھا اس سے وہاں کے باشندوں کی تہذیبی سطح اور فن تعمیر میں ان کی مہارت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پھر کسی وقت یہ شہر کسی بڑی آفت کا شکار ہوا اور صفحہ ہستی سے اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ دنیا کے تمام مذہبی صحیفے اور قدیم تاریخی اور اساطیری دستاویزات اس شہر کے ذکر سے خالی ہیں۔ بائبل میں بھی اس بستی کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ صرف قرآن مجید نے اس شہر اور وہاں کے باشندوں کا متعدد مقامات اور مختلف انداز میں ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس علاقے کا سفر نہیں کیا تھا، چنانچہ فطری طور پر انھیں کسی ایسے شہر سے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہو سکتی تھی جو ریت کے نیچے دبا ہوا تھا اور دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے سیکڑوں سال پہلے اس کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ چنانچہ زمین کے نیچے دفن اس شہر، اس کی تہذیب و تمدن، اس کے باشندوں کی خوش حالی اور ان کے طغیان و تمرد کی تفصیلات سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے علیم و خبیر کے علاوہ کسی اور ذریعے سے یہ معلومات حاصل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بیانات اور سائنس دانوں کی حاصل کردہ معلومات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو بہت دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں اور دونوں میں غیر معمولی مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہ قرآن مجید کی حقانیت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے جو سائنسدانوں کی تحقیق روشنی میں آتی ہے۔ بلاشبہ جیسے جیسے انسانی علم و تحقیق کا قافلہ آگے بڑھتا جائیگا اسکے کبھی نہ ختم ہونے والے لاانتہائی عجائب سے اسکی واقفیت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائیگا اور اسکی حقانیت کے مزید روز افزوں شواہد ملتے چلے جائینگے۔

قرآن مجید میں قوم عاد کا ذکر چوبیس مختلف مقامات پر آیا ہے اور اس شہر کو "عاد ارم" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ سائنس دانوں کی تحقیق یہ ہے کہ یہ ایک بہت قدیم شہر ہے جو پانچ ہزار سال سے بھی پہلے موجود تھا۔ قرآن مجید کا بیان بھی یہی ہے کہ اس قوم کا تعلق زمانہ قدیم سے ہے اور یہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئے جیسا کہ سورۃ اعراف (۶۹)

میں ارشاد ہے :

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ	اور یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد ان کا جانشین بنایا۔

وہاں سے دریافت شدہ آثار کی روشنی میں سائنس داں اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ یہ شہر بہت خوشحال تھا اور اس کے باشندے بہت متمول اور صاحب ثروت تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوی اور دراز قامت بنایا تھا چنانچہ ارشاد ہے :

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً (الاعراف: ٦٩)	اور جسمانی اعتبار سے تمہیں وسعت اور کشادگی عطا فرمائی۔

کچھ مفسرین نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ یہ لوگ دراز قامت، تنومند اور طاقت ور تھے اور خوشحال بھی تھے۔

ماہرین آثار قدیمہ نے وہاں عظیم الشان ستونوں والا ایک قلعہ اور بہت سی عمارتیں دریافت کیں اور اس سے بجا طور پر اس نتیجے پر پہونچے کہ اس قوم کو فن تعمیر میں بڑی مہارت حاصل تھی اور یہ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔ قرآن مجید کا بیان ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا :

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ وَ تَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ (الشعراء: ١٢٨—١٣٠)	کیا تم ہر بلندی پر عبث یادگاریں تعمیر کرتے رہو گے۔ اور شاندار محل بناتے رہو گے گویا تمہیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور جب بھی تم کسی پر حملہ آور ہوتے ہو تو جابرانہ حملہ آور ہوتے ہو

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اگلے وقتوں میں یہ علاقہ بہت زرخیز تھا اور یہاں وافر مقدار میں پانی دستیاب تھا۔ اب یہ الربع الخالی کا ایک حصہ ہے اور حوادث زمانہ نے اسے پورا کا پورا ریگستان میں تبدیل کر دیا ہے اور بے شمار ریت کے ٹیلوں کا ایک مجموعہ ہے۔ اسے ریت کا ایک عظیم الشان سمندر کہا جاسکتا ہے۔ قرآن نے اس سرزمین کے لیے "الاحقاف" کا لفظ استعمال کیا ہے اور اسی "الاحقاف" کے نام سے ایک پوری سورہ بھی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے احقاف کے معنی ہی ریت کے تودوں کے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ	اور تم عاد کے بھائی کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنی قوم کو ریگ کے مستطیل تودوں پر جہاں کہ وہ آباد تھی ڈرایا۔
(الاحقاف : ۲۱)	

سائنس دانوں نے بڑے بڑے ستونوں والے ایک وسیع وعریض قلعے کے کھنڈرات کا بھی انکشاف کیا ہے جس کے ستون دس دس فٹ موٹے اور بیس بیس فٹ لمبے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ۔	کیا تم نے دیکھا نہیں تمہارے رب نے اونچے اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جن کے مثل دنیا میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔
(الفجر : ۶-۸)	

ماہرین آثارِ قدیمہ کا اندازہ ہے کہ یہ شہر ۱۰۰-۲۰۰۰ عیسوی کے درمیان موجود تھا۔ پھر اس آباد اور خوش حال شہر پر کوئی ایسی زبردست تباہی نازل ہوئی جس نے اس کو زیر وزبر کر دیا۔ ان کا خیال ہے کہ یہ شہر ۱۰۰-۲۰۰۰ء کے درمیان اس وقت تباہ ہوا جب چونے پتھر کا وہ وسیع غار کسی باعث بیٹھ گیا جو اس شہر کے نیچے واقع تھا۔ ان کے تجزیہ کے مطابق جو شواہد دستیاب ہوئے ہیں وہ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کو ان روایات کو ماننے میں تامل نہیں جن کے مطابق اس شہر کے باشندے اپنی بداعمالیوں اور بدکاریوں کی پاداش میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے اور اس طرح ان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے قصص وحکایات کا حوالہ دیا ہے۔

یہ بات افسوسناک ہے کہ ان ماہرین نے قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ انھیں قصص و حکایات کے حوالہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ امر اس لیے اور بھی افسوسناک ہے کہ قرآن مجید نے اس شہر اور اس کے باشندوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اگر انھوں نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہوتا تو سارے حقائق عیاں ہو کر ان کے سامنے آجاتے اور شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ غار کے بیٹھ جانے اور عذاب الٰہی کے نتیجہ میں اس قوم کی ہلاکت میں کوئی تضاد نہیں ہے غار کا بیٹھ جانا خود عذاب الٰہی کا ایک نتیجہ ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید نے قومِ عاد کے گناہوں کا بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ
أَفَلَا تَتَّقُونَ ۔ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي
سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
(اعراف: ۶۵-۶۶)

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔
اس نے دعوت دی، اے میرے ہم قومو!
اللہ ہی کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا
کوئی اور معبود نہیں۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں؟
اس کی قوم کے بڑوں نے جنہوں نے کفر کیا
جواب دیا کہ ہم تم کو ایک کھلی ہوئی حماقت
میں مبتلا دیکھتے ہیں اور ہم تم کو جھوٹوں میں
گمان کرتے ہیں۔

یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اپنے قد کاٹھ اور خوش حالی و فارغ البالی کے باعث شدید قسم کے کبر و غرور کا شکار ہو گئے تھے اور سمجھتے تھے کہ روئے زمین پر ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ اس لیے وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے:

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا
قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي
خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً
(حم سجدہ: ۱۵)

رہے عاد تو انھوں نے زمین میں بغیر کسی حق
کے گھمنڈ کیا اور بولے کہ ہم سے بڑھ کر طاقت
میں کون ہے۔ کیا انھوں نے اس بات
پر غور نہیں کیا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا
کیا ہے وہ ان سے زیادہ زور آور ہے۔

یہی وجہ تھی کہ نبی کی دعوت پر کان دھرنے اور اس کی وعیدوں سے عبرت حاصل کرنے کے بجائے انھوں نے اس کا مذاق اڑایا اور عذاب الٰہی کا مطالبہ کیا۔

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ (اعراف: ۷۰)

تو تم جس عذاب کی ہم کو دھمکی سنا رہے ہو اس کو
لاؤ اگر تم سچے ہو۔

جب یہ انکار، تمسخر اور استکبار حد کو پہنچ گیا اور اصلاحِ احوال کی کوئی امید باقی نہ رہی تو سنتِ الٰہی کے مطابق یہ لوگ اپنی بداعمالیوں اور بدکاریوں کی پاداش میں عذاب میں گرفتار ہوئے۔ یہ عذاب ان کے اوپر ہوا کی صورت میں نازل ہوا۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِيٓ	تو ہم نے ان پر چند منحوس دنوں میں ایک بلو
أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ	تند بھیجی تاکہ ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کا
الْخِزْيِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا (حم السجدۃ:۱۶)	عذاب چکھائیں۔

اس عذاب کی ہمہ گیری، تندی اور اس کے نتیجہ میں برپا ہونے والی تباہی کی تفصیلات دوسرے مقامات پر پائی جاتی ہیں۔ ارشاد ہے:

فَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ	رہے عاد تو وہ ایک بے قابو باد تند سے
سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ	برباد ہوئے اس کو اللہ نے سات رات
أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ	اور آٹھ دن ان کی بیخ کنی کے لیے ان پر
كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ	مسلط رکھا تم دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح
(الحاقۃ: ۶-۸)	پچھاڑے پڑے ہیں گویا کہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہوں۔

سورۂ ذاریات میں ارشاد ہے کہ جس چیز پر سے بھی اس ہوا کا گذر ہوا کسی کو باقی نہیں چھوڑا سب کو چور چور کردیا۔

مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا	وہ جس چیز پر سے گذرتی، ریزہ ریزہ کرکے
جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ (ذاریات:۴۲)	چھوڑتی۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے اور اپنی سنت جاریہ کے عین مطابق حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے رفقاء کو اس ہمہ گیر تباہی سے بچا لیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ	پس ہم نے اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ
مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا	تھے اپنے فضل سے نجات دی اور ان لوگوں کی
بِآيَاتِنَا	ہم نے جڑ کاٹ دی، جنھوں نے ہماری آیات
(اعراف: ۷۲)	کی تکذیب کی۔

قرآن نے ایک دوسرے مقام پر تباہ ہونے والوں کے لیے عاد اولیٰ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى   اور اسی نے ہلاک کیا عاد اولوں کو۔

(والنجم : ٥٠)

اس سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ شاید قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ یہیں کہیں مقیم رہے اور بعد میں ان کی بستی بھی کسی قدرتی حادثہ کے نتیجہ میں نیست و نابود ہو گئی۔ اوپر کی تفصیلات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ سائنس دانوں کے انکشافات قرآنی بیانات سے بہت قریب ہیں۔ ان کے یہاں اس باب میں جو کچھ شک و شبہ پایا جاتا ہے اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کا بغور مطالعہ نہیں کیا اور یہاں وہاں کی بے سروپا داستانوں میں الجھ گئے۔ اگر انھوں نے براہ راست قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہوتا تو نہ صرف یہ کہ ان کو تخمین و ظن کا سہارا نہ لینا پڑتا بلکہ ان کو اپنی تحقیقات میں قرآنی شواہد سے بہت کچھ رہنمائی بھی ملی ہوتی اور ساری صورت حال آئینہ کی طرح صاف ہو کر سامنے آگئی ہوتی۔ کیونکہ یہ کتاب اس علیم و خبیر کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو زمین و آسمان کے سارے اسرار سے واقف ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن ہمیں بہت سے ایسے حقائق اور سچائیوں سے روشناس کراتا ہے جو نزولِ قرآن کے وقت لوگوں کے علم میں نہیں تھے۔ اب جدید انکشافات کی روشنی میں یہ باتیں روز بروز سچی ثابت ہوتی جارہی ہیں اور جیسے جیسے انسانی علم ترقی کرتا جائے گا قرآنی بیانات کی حقانیت واضح ہوتی چلی جائے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب عزیز کو ہم حرز جاں بنالیں۔ اس پر غور و فکر کریں اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو گذارنے کا اہتمام کریں۔ اسی میں ہماری دین و دنیا کی صلاح و فلاح ہے۔

(ترتیب و پیشکش: محمد راشد اصلاحی)